شادی سے قبل زوجین کے میڈیکل ٹیسٹ کروانے کا مسئلہ

مولانا محمد یوسف صاحب
رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان و مہتمم مدرسہ دارالعلوم عثمانیہ رحیم یار خان

بحث سے پہلے یہ ضرور ذہن نشین ہو کہ اسلامی نظریاتی کونسل ایک مقتدر علمی ادارہ ہے جو کہ قرآن وسنت کی روشنی میں مسائل کی وضاحت کا پابند ہے کسی مسئلہ پر اس کی تحقیق یا کوئی سفارش ملک بلکہ دنیا کے بڑے اداروں میں دیکھی اور پڑھی جائیگی۔اس لئے علمی حوالے سے استدلال میں کوئی ایسی کمزوری نہ ہو کہ شریعت کے ذوق اور اصول کے خلاف ہو جائے یا ماہرین کے سامنے جگ ہنسائی ہو اس حوالے سے موضوع پر مختلف زاویوں سے غور وفکر کی ضرورت ہے تا کہ شرعی نکتہ نگاہ سے اس مسئلہ تک رسائی ہو سکے۔

علل ومصالح سے احکامات کا انضباط:۔

اسلام ایک فطری دین ہے دنیا ہزار بدلے لیکن فطرت کبھی نہیں بدلتی ،شیر گھاس نہیں کھاتا ،گائے گوشت نہیں کھاتی ۔اس فطری دین کے مسائل منضبط ہیں اور شرعی حکم کے انضباط کا طریقہ علل تک رسائی ہے۔آئمہ مجتہدین نے شریعت کے اصول وضوابط کو سامنے رکھتے ہوئے ہر شرعی حکم کو منضبط رکھنے کے لئے اپنے اپنے ذوق کے مطابق اسکی علت بیان کی ہے اور قرآن وسنت مین بھی بہت دفعہ احکام کے ساتھ علل کا تذکرہ ہے۔مثلاً **ان کنتم مرضی او علی سفر فعدۃ من ایام من اُخر.(١)**

روزہ میں تخفیف کی علت سفر اور بیماری کو بتایا گیا۔

اسی طرح ''**قل ھو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض.(٢)**

حالت ماہواری میں الگ رہنے کا حکم دیا گیا اور اسکی علت اذی (یعنی ظاہری وباطنی مضرات سے بھرا ہوا) اسے موذی کہا گیا۔

احکام کے مصالح اور فلسفہ ترغیب وترہیب اور مکلّف کے اطمینان کے لئے بہت بیان کئے گئے ہیں لیکن ان کو مدار حکم نہیں ٹھہرایا گیا۔کیونکہ اس سے احکام کا انضباط نہیں ہو سکتا اور سوالات کا ایک غیر متناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔مثلاً،روزے میں تخفیف اس کی حکمت کہ روزے دار کو مشقت نہ ہو اس کو مدار بنایا جائے تو سفر کی قید بے معنی ہو جاتی ہے کہ بہت سے لوگ سفر میں آسودہ ہو جائیں جیسے لیڈر، پیر،شیخ وغیرہ۔جبکہ گھروں میں ہو سکتا ہے کہ مشقت میں ہوں اور بہت سے لوگ گھروں میں کام کاج کی وجہ سے زیادہ مشقت

میں ہوں۔

القصہ: مسئلہ مذکورہ میں اگر فلسفہ نکاح سے بحث کی جائے تو سوالات کا سلسلہ کبھی بند نہیں ہوگا۔ جیسا کہ ڈاکٹر محسن منظور نقوی صاحب نے اپنی تحقیق کی ابتداء[(حوالہ نمبر۱) هن لباس لكم سے (حوالہ نمبر۴) وكثير من المضار تک] میں بھی فلسفہ نکاح (جو کہ ایک وسیع وعریض میدان ہے) کو بعض گوشوں میں بند کر کے ان کو مدار بنانے کی کوشش کی ہے جبکہ نکاح نہ تو ان بعض مصلحتوں میں بند ہے اور نہ ہی ان تمام امور کو یا ان میں سے بعض کو مدار بنایا جاسکتا ہے اس بارے میں مزید تفصیل انشاءاللہ آئندہ صفحات میں آئیگی۔

نقوی صاحب کے مستدلات کا تجزیہ:

ڈاکٹر محسن نقوی صاحب نے نکاح کی ممانعت پر فقہی حوالے سے دو قسم کے ابواب سے سہارا لینے کی کوشش فرمائی ہے۔

استدلال اول:

جس میں ایک حدیث کے علاوہ تمام عبارات خیار العیب بعد التزوج یعنی شادی کے بعد فریقین میں سے کسی میں عیب ثابت ہو جائے تو قاضی کی عدالت میں فسخ یا رد کے لئے استدعا کر سکتا ہے۔ تمام فقہاء کے ہاں اس استدعا کے لئے شرائط بھی ہیں۔

عیب کی وجہ سے تفریق کی شرطیں:

چنانچہ الدکتور وہبۃ الزحیلی لکھتے ہیں۔

اشترط الفقهاء شرطين لثبوت الحق في طلب التفريق بالعيب وهما.

(١)ان لا يكون طالب التفريق عالما بالعيب وقت العقد او قبله :فان علم به في العقد ،وعقد الزواج ،لم يحق له طلب التفريق ؛لان قبوله التعاقدمع علمه بالعيب رضا منه بالعيب.

(٢)ان لا يرضى بالعيب بعد العقد حال اطلاعه عليه :فان كان طالب التفريق جاهلا بالعيب،ثم علم بعد ابرام العقد ورضي به سقط حقه في طلب التفريق .(٣)

ترجمہ: فقہاء نے تفریق بالعیب کی طلب میں اپنے حق ثابت کرنے کے لئے دو شرطیں لگائی ہیں۔

(۱) تفریق کا طالب عقد نکاح اور رخصتی کے وقت عیب کا علم نہ رکھتا ہو ان وقتوں میں اگر اسے عیب کا علم ہے تو اس کو رضا بالعیب سمجھا جائیگا۔ جبکہ وہ نکاح قبول کر رہا ہے اس کے دعویٰ کی شنوائی نہیں ہوگی۔

(۲) عقد کے بعد جب اطلاع ملے اس عیب پر رضا کا اظہار نہ کرے اگر بعد میں بھی کسی حوالے سے رضاء کا اظہار کر دیا تو طلب تفریق کا حق ساقط ہوگیا۔

حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر فقہ مالکی میں ہے۔

فصل فی خیار احد الزوجین :اذا وجد بصاحبه عیباًوبیان العیب التی تو جب الخیار فی الرد (الخیار)لاحد الزوجین بسبب وجود عیب من العیوب الآتی بیانها (ان لم یسبق العلم)الخ شرط فی الخبر ای ثابت للسلیم اولمن وجد فی صاحبه عیبا،ولو کان هو معیبا ایضافله القیام بحقه من الخیار وعیبه لا یمنعه من ذالک ان لم یسبق علمه بعیب المعیب علی العقد (او لم یرض)بعیب المعیب صریحا او التزاما حیث اطلع علیه بعد العقد (او)لم (یتلذذ)بالمعیب عالما به و او بمعنی الواو،اذلا بد من انتفاء الامور الثلاثة اذلو وجدت او بعض ها لا نتفی الخیار.(۴)

یعنی: زوجین میں سے ہرایک اگر دوسرے میں عیب پائے تو اس کو خیار ہے اور خیار اس طور پر ہوگا کہ طالب کو پہلے علم نہ ہو۔ معیب کے عیب سے پہلے راضی نہ ہو چکا ہو۔ چاہتے ہوئے معیب سے نفع نہ اٹھا چکا ہو۔ اگر یہ چیزیں ثابت ہوگئیں تو دعویٰ استرداد مسترد ہوجائیگا۔ اس کے بعد ملے جلے تیرہ عیب مردوزن کے گنوائے گئے ہیں۔ جس میں جذام، برص وغیرذالک شامل ہیں۔

خلاصہ: عیوبات میں بعض امراض بھی شمار کی گئی ہیں۔ جن میں جذام، جنون، برص اور بعض کو متعدی بھی کہا گیا ہے۔

نقوی صاحب نے التاج والاکلیل سے اللخمی کا حوالہ دیا ہے لیکن آخری شق کا رد بقول علامہ ابن عرفۃ وہذا مردود اس کو ساتھ ذکر نہیں کیا۔ ان تمام میں کسی فقیہ نے کسی مرض کو نکاح سے متصادم نہیں کہا بلکہ نکاح کو صحیح کہتے ہوئے خیار فسخ بذریعہ قاضی کہا ہے۔ جس کا مطلب واضح ہے کہ زوجین قبول کرنے میں (یعنی اگر ان میں کوئی مرض ہو چاہے متعدی کیوں نہ ہوں) بااختیار ہیں ان کے اس اختیار کو شریعت سلب نہیں کرتی بلکہ اگر رضاء کا اظہار ہوگیا تو شریعت اس نکاح کو قائم رکھتی ہے۔ لہٰذا ان عبارات سے نکاح کی ممانعت پر استدلال کرنا قرین قیاس نہیں ہے۔

استدلالِ دوم:

نقوی صاحب نے علامہ قرافی کے حوالے سے فقہ مالکی سے باب المیراث کی ایک عبارت نقل کی ہے۔ جبکہ میراث کے احکام امراض کے مہلک یا متعدی ہونے کے حوالے سے بیان نہیں ہوتے۔ بلکہ امام مالکؒ میراث میں مزید وارث داخل کرنے کے حوالے سے بحث فرمارہے ہیں۔

چنانچہ حاشیۃ الدسوقی میں ہے۔

لما کانت موانع النکاح خمسة :رق و کفر واحرام وتقدمت و کون الشخص خنثی مشکلاولم یذکره المصنف لندوره والمرض وما الحق به.(۵)

اسی طرح شرح النیل وشفاء العلیل میں ہے۔

وزید مانع تاسع یمنع فی الحال ولا یمنع فی المآل وهو کون الانسان مفقو داًاو غائباًاو خُنثی

مشکلاًینتظر بیانه او حاملا،وکون الانسان متزوجا فی مرض مخوف ذکر ااو انثی .(۶)

چنانچہ علامہ دوانی لکھتے ہیں۔

قال خلیل: وفی الارث الانکاح المریض ای فلا ارث فیه ،لان فساده من جهة ان فیه ادخال وارث ،وقد نهی علیه الصلاۃ والسلام عن ادخاله واخراجه، وهذا لا ینافی انه یصح ولا یفسخ صح المریض منهما.(۷)

اس طرح پھر لکھتے ہیں۔

(ولا یجوز)ولا یصح ایضا (نکاح المریض)مرضا مخوفا رجلا او امراة لما فیه ادخال الوارث،وقدنهی عنه علیه الصلاۃ والسلام.(۸)

ان تمام عبارات سے واضح ہے کہ امام مالکؒ نے مرض اور نکاح کا مقابلہ نہیں کیا بلکہ مرض کی حالت میں جب کہ ایسی مرض ہو جو فوراً وراثت ثابت کرے یعنی اس پر موت آجائے اس نکاح اور وارث کے اضافے کو از روئے حدیث متصادم کہہ رہے ہیں تا کہ جو پہلے وارث ہیں جدید نکاح کے ذریعے ان کی وراثت میں کمی نہ آئے جبکہ باقی ائمہ کی نظر میں اور ان کی اپنی نظر میں اس رائے میں قوت نہیں۔ کیونکہ جب مقصد وارث کے اضافے کو روکنا ہے جیسے باقی ائمہ حق مہر اور وصیت میں ثلث کے درمیان استحقاق کا فیصلہ فرماتے ہیں۔ جبکہ خود امام مالک بھی طلاق کے مسئلے میں یہی فرماتے ہیں کہ اگر بیماری کی حالت میں طلاق دیتا ہے تو واقع ہو جائیگی لیکن وراثت میں ثلث سے زائد میں تصرف کا حق نہیں۔ چنانچہ بحوالہ نقوی صاحب جو کہ علامہ قرافی کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے(غیر مخوف فیجوز النکاح، وکذالک المتطاول کالسل والجذام اذ تزوج فی اوله)

یعنی خطرناک بیماری جبکہ لمبی ہو جائے جیسے سل اور جذام تو یہ نکاح سے مانع نہیں ہے۔ یعنی نکاح جائز ہے۔

جبکہ نقوی صاحب نے اس جذام پر زور دیا اور اسے متعدی اور نقصان دہ بھی کہا حالانکہ اس میں وہ نکاح کو جائز سمجھتے ہیں۔

اس طرح نقوی صاحب نے علامہ لخمی صاحب کے حوالے کو اہمیت دی ہے جبکہ وہ خود بیماری کو نکاح کے متصادم نہیں سمجھتے۔ چنانچہ التاج والاکلیل میں ہے۔

اللخمی:من لا ارب له ولا یرجی نسله فهو له مباح کالعقیم والشیخ والخصی والمجبوب،والمرافمثل الرجل لا فی النساء لا متناعه علیها(۹)

ترجمہ: وہ شخص جس کو حاجت نہیں یا نسل کی امید نہیں تو بھی نکاح جائز ہے۔ جیسے بانجھ، بوڑھا، خصی، مجبوب۔

استدلالِ دوم:

نقوی صاحب نے فلسفہ نکاح میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ حالت مرض میں ازدواج ایک دوسرے کونقصان دینے کا سبب ہیں۔لہٰذا اگر دو میں سے کوئی ایک بیمار ہے تو نکاح کوممنوع ہونا چاہئے۔اس میں تین چیزیں ہیں۔

(۱)۔۔۔۔نکاح کی مصلحت: جن کا ایک وسیع باب ہے۔ان کوایک دو میں بند کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۲)۔۔۔۔بیماری کے بہانے: من وجہ نکاح ایک عبادت ہے مسلمانوں کواس سے بدظن کرنا اورڈرانا۔جبکہ اس مواقع میں احتیاطی تدابیرتو کی جاسکتی ہیں لیکن حلال کوممنوع نہیں کیا جاسکتا۔

(۳) خطرناک امراض کی اصل بنیاد کونظرانداز کیا جارہا ہے جو کہ نا قابل معافی جرم ہےاور ساری توجہ جائز اور سنت کو بدنام کرنے کی طرف کی گئی۔

استدلالِ چہارم:

نقوی صاحب نے حدیث **لا ضرر ولا ضرار** پیش فرمائی ہے کہ کسی کونقصان نہ دواور نقصان قبول بھی نہ کرو۔یہ وہ نقصان ہے جوعہد سے بالا ہے ورنہ آدمی کے سامنے دوقسم کے نقصان ہوتے ہیں اھون کوخودقبول کرتا ہے۔جیسے حضرت خضرعلیہ السلام نے کشتی توڑی یا بچے کوقتل کیا تو اھون البلیتین کو اختیار فرمارہے ہیں۔اس پر سارانظام چل رہا ہے۔چنانچہ ڈاکٹر کو پیسے دے کراپنی ٹانگ کٹواتا ہے یہ ضررکوقبول کررہا ہے۔اورڈاکٹراس کی خوبصورتی کونقصان پہنچارہا ہے یہ ضرر دے رہا ہے۔یہ سب کچھ اھون البلیتین ہے۔

استدلالِ پنجم:

نقوی صاحب نے حدیث پیش کی **ان فی اعین الانصار شیًا**. جبکہ اس میں آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ اگرآنکھ ایسی ہوتو نکاح جائزنہیں ہے بلکہ بطورمشورہ ایک پسند کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔جبکہ طحاوی اورفتح الباری میں شیٔ کے بعد یعنی **صغراً** موجود ہے۔ یعنی ان کی آنکھیں چھوٹی ہوتی تھیں یہ حسن کا اشارہ ہے نہ کہ بیماری یا کوئی ایسا عیب جونکاح سے متصادم ہو۔

نکاح کی ماہیت،اہمیت،فوائد:

ماہیت نکاح:

صاحب ملتقی الابحرلکھتے ہیں **ھو عقد یرد علی ملک المتعة قصداً.**

ترجمہ: نکاح عقدہ ہے جوکہ قصداًملکِ متعہ ثابت کرتی ہے۔

اس پر صاحب مجمع الانہر عبدالرحمٰن بن الشیخ محمدؒ لکھتے ہیں۔

ان له عللاً اربعا فالعلة الفاعلية المتعاقدان والمادية الايجاب والقبول والصورية الارتباط الذى يعتبر الشرع وجوده والغائية المصالح المتعلقة بالنكاح.(۱۰)

ترجمہ: نکاح کی (ماہیت) چار علتیں ہیں۔علت فاعلی، ناکحین، علت مادی، ایجاب قبول، علت صوریہ، فریقین میں ربط اور جوڑ علت غائیہ، وہ مصلحتیں جو نکاح سے تعلق رکھتی ہیں۔ کہ شرعی نکاح کی چار علتیں ہیں۔

(۱) متعاقدین۔

(۲) ایجاب وقبول

(۳) ثبوت ارتباط بین المتعاقدین

(۴) علت غائی، وہ مصالح جو نکاح سے تعلق رکھتے ہیں۔

صاحب عنایہ شرح ہدایہ فرماتے ہیں۔

وهو عقد وُضع لتمليك البضع وسببه تعلق البقاء المقدور بتعاطيه و شرطه الخاص حضور شاهدين لا ينعقد الابه، بخلاف بقية الاحكام فان الشهادة فيها للظهور عِندا الحاكم لا الانعقادِ .وشرطه العام الاهلية بالعقل والبلوغ والمحل ،وهى امراة لم يمنع من نكاحها مانع شرعى .وركنه الايجاب والقبول كما فى سائر العقود.(۱۱)

ترجمہ: نکاح ایک عقد ہے جو عورت کے منافع کے مالک بننے کے لئے وضع کیا گیا اس کی خاص شرط گواہوں کی موجودگی ہے۔ ان کے بغیر نکاح نہیں ہوگا اور اس کی عام شرط عقل و بلوغ اور محل کا صحیح ہونا (یعنی ایسی عورت جس کا نکاح سے مانع شرعی نہ ہو) اور اس کی اصل ماہیت ایجاب وقبول ہے۔

اهمیت نکاح:

نکاح کی ترغیب میں قرآنی آیات اور احادیث کثرت سے موجود ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

(۱)....وانكحوا الايامىٰ منكم (۱۲)

ترجمہ: جن کا نکاح نہیں ان کا نکاح کردو۔

(۲).... فلا تعضلوا هن ان ينكحن ازواجهن(۱۳)

ترجمہ: جو نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں ان کو مت روکو.

(۳)...فانكحوا ما طاب لكم من النساء.(۱۴)

ترجمہ: اور جو عورتیں تمہیں پسند آئیں پس ان سے نکاح کرو۔

احادیث:

(۱)النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فقد رغب عنی.

(۲)قل النبی ﷺ النکاح سنتی فمن احب فطرتی فلیستن بسنتی.

(۳)....اور فرمایا . تناکحو تکثروا فانی اباهی باممم یوم القیامۃ حتی بالثقل.(۱۵)

ترجمہ:(۱) نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت سے اعراض کیا اس نے مجھ سے اعراض کیا۔

(۲) اور فرمایا نکاح میری سنت ہے۔ جو میری عادت پسند کرتا ہے اس کو چاہئے کہ میری سنت اپنائے۔

(۳) اور فرمایا آپس میں نکاح کروتا کہ تم بہت ہو جاؤ۔ بے شک میں تمہاری وجہ سے قیامت کے دن تمام امتوں پر فخر کرونگا حتیٰ کہ ناتمام بچے پر بھی۔

(۴)من احب فطری فلیستن بسنتی.

ترجمہ: جو میری عادت پسند کرتا ہے اس کو چاہیے کہ میری سنت اپنائے۔

(۵) کل الدنیا متاع و خیر متاعها المرأة الصالحة.

ترجمہ:۔ پوری دنیا ایک نفع اٹھانا ہے اور دنیا کے بہترین منافع سے نیک عورت ہے۔

فوائد نکاح:

علماء کرام نے نکاح کے بہت سے فوائد بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ صاحب مجمع الانہر قمطراز ہیں:

(۱) نکاح عام بیع کی طرح نہیں بلکہ یہ مکارم اخلاق سے ہے۔

(۲) نکاح عام معاملات کی طرح نہیں بلکہ من وجہ عبادت ہے۔

(۳) نکاح کے ذریعے زنا سے نفس کی حفاظت ہوتی ہے۔

(۴) نکاح کی وجہ سے آپ ﷺ باقی امتوں پر فخر فرمائیں گے۔

(۵) نکاح تہذیب الاخلاق یعنی عادات سنوارنے کا ایک ذریعہ ہے

(۶) نکاح میں انسانی معاشرے میں برداشت کی عادت پیدا ہوتی ہے۔

(۷) نکاح اولاد کی تربیت کا ذریعہ ہے۔

(۸) وہ مسلمان جو اپنی ضروریات زندگی نبھانے سے عاجز ہیں اس کی مدد پہنچی ہے۔

(۹) اپنے قرابت دار اور کمزور لوگوں کے لئے اخراجات کی ذمہ داری قبول کرنا۔

(۱۰) نکاح اپنے نفس اور بیوی کی پاک دامنی کا ذریعہ ہے۔(۱۷)
اسی طرح علامہ ابن الہمامؒ فتح القدیر میں لکھتے ہیں:
(۱۱) شیطان سے حفاظت ملتی ہے۔
(۱۲) شدت خواہش کو توڑا جاتا ہے۔
(۱۳) خواہشات کے فتنوں کا دفاع کیا جاتا ہے۔
(۱۴) غض البصر ۔آنکھ کی شرم نصیب ہوتی ہے۔
(۱۵) شرم گاہ کی حفاظت ہوتی ہے۔
(۱۶) بیوی کے ذریعے اولاد کی تربیت ہوتی ہے۔
(۱۷) بیوی کے ذریعے گھر کے مال کی حفاظت ہوتی ہے۔
(۱۸) نکاح کے ذریعے دو خاندانوں میں قرابت پیدا ہوتی ہے۔(۱۸)

(۱۹) بیمار سے نکاح میں بیمار کی خدمت اور اس کی تیمارداری اور بیماری کی مشکلات میں اس کی مدد کے ذریعے ثواب کمانا چاہتا ہے۔

(۲۰) اولاد اور بیوی انسان کے لئے ایک امتحان بھی ہے گو ان کی مرضی کو اللہ کی مرضی پر قربان کریں تو یہ بھی ایک ذریعہ ترقی درجات ہے۔(۱۹)

امام غزالیؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب احیاء علوم الدین میں اس پر ایک مستقل باب قائم کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

(۲۱) نکاح کے ذریعے دل کی خوشی اور اپنی بیویوں کیساتھ میل جول سے فریقین کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

(۲۲) نکاح کے ذریعے عبادت پر تقویت حاصل ہوتی ہے کیونکہ عبادت نفس کے لئے ایک مشکل عمل ہے۔ ہر وقت اس کو مصروف رکھنا اس کے ملال کا سبب ہے اگر کچھ دیر اس کو ذہنی جائز خواہش کی اجازت دی جائے تو عبادت کے لئے تازہ دم ہو جاتا ہے۔

(۲۳) نکاح ناکحین کے ایک دوسرے تعاون کی وجہ سے تقسیم کار کا ذریعہ ہیں کہ بیوی گھریلو کام کی ذمہ داری نبھائے اللہ تعالیٰ نے زوجین کے اندر کچھ جذبات اور ایک دوسرے کی کشش رکھی ہے۔ تب تو ایک گھر میں دونوں آسانی سے رہ سکتے ہیں بلکہ شرح صدر کے ساتھ دوسرے کے معاون رہتے ہیں۔

(۲۴) آپس میں ایک دوسرے کے حقوق کا خیال، اپنی مرضی کے خلاف دوسرے فریق سے اعمال کا صدور اور اس پر صبر کرنا جس میں مجاہدہ اور ریاضت انسان کی ترقی کا سبب بن سکتا ہے۔(۲۰)

امام غزالیؒ اس فائدہ میں خاص نکتہ ذکر فرما رہے ہیں کہ بیمار کی دل جوئی کے لئے شادی ہی راحت کا سامان بن سکتی ہے تا کہ

میاں بیوی آپس میں دل لگی سے بیماری کی مشقت کو عبور کرسکیں۔کوئی دوسرا آدمی لاکھوں دل لبھانے کی کوشش کرے مریض کو راحت نہیں پہنچا سکتا جو بیوی سے پہنچ سکتی ہے۔کیونکہ میاں بیوی کے آپس کے تعلقات فطری اور جذباتی قسم کے ہیں جو کسی دوسرے جائز طریقے سے حاصل نہیں ہوسکتے۔

وفی ا لا ستسناس بالنساء من الاستراحة ما یزول الکرب ویروح القلب.(۲۱)

ترجمہ:۔عورتوں سے مانوس ہونے اور میل جول میں ایسی راحت جو دکھوں کو زائل کرے گی اور دل کو آرام بخشے گی۔

القصہ:۔بیمار کو شادی سے روکنے کی بجائے بیوی کے ذریعے ہی مشکل میں اس کو سہارا دیا جائے۔

اسی طرح تفکرات کی کثرت اور مشکلات کے انبار بفرمان نبی ﷺ تین چیزوں سے سر کیے جاسکتے ہیں:

(۱) آپ ﷺ نے فرمایا:حبب الیّ من دنیا کم ثلاث .الطیب.

(۲)والنساء

(۳)وقرة عینی فی الصلوة .(۲۲)

(ترجمہ) تمہاری دنیا سے مجھے تین چیزیں پسند ہیں۔

(۱)خوشبو۔

(۲)عورتوں سے نکاح۔

(۳)اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

یعنی اپنی بیویوں سے دل لگی تفکرات کے ازالے کا سامان ہے اور نماز میں توجہ الی اللہ سے پورے تفکرات دل سے زائل ہو جاتے ہیں۔

نکاح کی ترجیحات:۔

نبی ﷺ نے بی بی زینبؓ سے ایک رسم کو مٹانے کے لئے نکاح کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

فلما قضیٰ زید منها وطراً زوجنا کها لکی لا یکون علی المومنین حرج فی ازواج ادعیائهم اذا قضوا منهن وطراو کان امر الله مفعولا(۲۳)

حضرت جابر بن عبداللہؓ نے باپ کی شہادت کے بعد جو کہ احد میں شہید ہوئے ایک بیوہ سے نکاح کیا جس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

هلا بکرا تلا عبها وتلا عبک.(۲۴)

حضرت جابرؓ نے عرض کیا کہ حضرت میری بہت سی یتیم بہنیں ہیں اگر میں ان کی عمر کی لیتا تو ان کی تربیت نہ ہوسکتی۔
یہاں بہنوں کی شفقت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی پسند کو ترجیح نہیں دی۔
آپ ﷺ نے وجوہ ترجیح میں فرمایا:۔

تنکح المراة لا ربع لمالها ولحسبها ولجمالها ولدينها فاظفر بذات الدين تربت يداک(۲۵)

ترجمہ: چار وجہوں یعنی مال، قومی شرافت، خوبصورتی، اور دین کیوجہ سے عورت سے نکاح کیا جاتا ہے۔ دین کی ترجیح دیں تیرے ہاتھ غارت ہوں۔ تو آپ ﷺ نے وجوہ ترجیح میں بطور مشورہ دین کو اہمیت دی۔

اس تمام بحث سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ نکاح کا اصل مقصد اگر چہ بدکاری سے بچنا، انسانی نسل کی بقاء وارتقاء (یعنی انسانیت کی نشوونما) ہے لیکن ان کے علاوہ بھی بعض ایسے مقاصد ہیں جن کے حصول کے لئے نکاح کیا جاتا ہے۔ چنانچہ بہت سے آدمی دیکھنے میں ایسے نظر آئے کہ شادی بھی ہے اور اولاد بھی ہے لیکن پہلی بیوی معذور یا فوت ہوگئی اب وہ شادی اپنی ضرورت کے تحت کرتا ہے کہ خدمت ہو گھر کی حفاظت ہو اور مشکلات میں سہارا ہو اس وقت یہ اولاد کا خواہاں نہیں ہوتا ہے تو شرعی حوالے سے کسی ایک نقطے میں نکاح کو بند کردینا وسیع چیز کو روک لگانا ہے۔

بیمار کا نکاح صحابہ کرامؓ کے نزدیک درست ہے:

(۱)عن ابن مسعودؓ قال لو لم يبق من اجلى الاعشرة ايّام ان اموت فى آخر ها يومالى فيهنّ طول للنكاح لتزوجت مخافة الفتنة.(۲۶)

ترجمہ:۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں نہ باقی بچے میری عمر سے مگر دس دن یہ کہ مرجاؤں گا میں انکے آخر میں۔ ایک دن میرے لئے ان میں طاقت ہو نکاح کی' فتنہ کے خطرہ سے میں شادی کرلوں۔

(۲)قال معاذبن جبلؓ (۲۷) فى مرضهِ الذى مات فيه زوّجونى اِنى اكره ان القى الله عزوجل عزباً.

ترجمہ:۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے اپنی اسی بیماری میں فرمایا جس میں وہ فوت ہوئے کہ میری شادی کردو بیشک میں ناپسند کرتا اس بات کو کہ میں اللہ تعالیٰ کو ملوں رنڈوہ پن میں۔

(۳)دخل الزبير علىٰ قُدامة بن مظعون يعوده فبشر الزُبير بجارية عنده فقال له قدامة زوّجنيها. فقال له الزبير وما تصنع بجارية صغيرة وانت علىٰ هذه الحال. فقال له قدامة ان انا عشت فابنة الزبير وان متّ فأحق مَن وَرشتنى. قال عروة فزوجها اِياه(۲۹)

ترجمہ:۔ حضرت زبیر بن عوام، قدامہ بن مظعون کے پاس ان کی طبع پرسی کے لئے پہنچے وہاں اطلاع ملی کہ آپ کے گھر بیٹی ہوئی ہے حضرت قدامہؓ جو بیماری کی حالت میں تھے نے حضرت زبیرؓ سے کہا کہ وہ میرے نکاح میں کردہ تو حضرت زبیرؓ نے کہا کہ اس

چھوٹی لڑکی کو کیا کرے گا آپ تو بیماری کی حالت میں ہیں تو قدامہؓ نے کہا اگر میں زندہ رہا تو زبیر کی بیٹی ہے (یعنی زبیر کا داماد ہونگا) اگر میں مرگیا تو وہ لڑکی میرے وارثوں سے زیادہ حقدار ہوگی۔ عروہ کہتے ہیں اسی لڑکی کا قدامہ سے نکاح کردیا۔

(۴) عن نافع مولی بن عمرؓ قال تزوّج عبدالرحمان بن ابی ربیعة بنت عمّ له فی مرضه لترثه و ذلک فی زمن عثمانؓ بن عفان .(۳۰)

ترجمہ:۔ حضرت نافع جو ابن عروہ کے مولیٰ تھے فرمایا عبدالرحمان بن ربیعہ نے اپنی چچازاد سے اپنی بیماری میں شادی کی کہ وہ اس کی وارث بن جائے۔ (حضرت عبدالرحمان فوت ہوئے تو وہ لڑکی ان کی وارث ٹھہری) یہ حضرت عثمانؓ کا دور خلافت تھا۔

(۵) تزوج عبدالله (۳۱) بن ابی ربیعةبن مغیرةالمخزومی بنت حفص بن المغیرة عمه وهو مریض لتشرک نسا ئه فی المیراث.(۳۲)

ترجمہ:۔ عبداللہ بن ابی ربیعہ ابن مغیرہ مخزومی نے اپنے چچا حفص کی بیٹی سے بیماری کی حالت میں نکاح کیا تا کہ باقی عورتوں کے ساتھ میراث میں شریک ہوجائے۔

(۶) ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ **امر الله سبحانه بالنكاح ورغبهم فيه.**

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا نکاح کا اور اس کی ترغیب دی۔

پھر فرمایا۔

امر الله سبحانه وتعالى ان يزوج احراره وعبيده ووعده فى ذالک الغناء.

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اپنے آزاد اور غلاموں کا نکاح کرو اور اس میں غناء کا وعدہ فرمایا۔

(۷) حضرت مقاتل بن حبان فرماتے ہیں۔ **فانكحو االايامىٰ منكم. يعنى :الا يامىٰ الرجال والنساء من الاحرار.(۳۳)**

ترجمہ:۔ آزاد مرد اور عورتیں غیر شادی شدہ عورتوں کا نکاح کرو۔

(۸) عن نافع مولىٰ بن عمرؓ انه قال كانت ابنة حفص بن المغيرة عند عبدالله بن ابى ربيعة فطلقهاتطليقة. ثم ان عمر بن خطاب تزوجهابعده فحدث انها عاقر لا تلد فطلقها قبل ان يجامعها فمكثت حياة عمر وبعد خلافة عثمان بن عفان ثم تزوجها عبدالله بن ابى ربيعة وهو مريض لتشرک نساء ه فى الميراث وكان بينهما وبينه قرابة.(۳۴)

ترجمہ:۔ نافع فرماتے ہیں کہ حفص بن مغیرہ کی بیٹی عبداللہ بن ابی ربیعہ کے نکاح میں تھی۔ اس نے طلاق دیدی۔ پھر حضرت عمر بن الخطاب نے اس کے بعد اسی عورت سے نکاح کرلیا ان کو پتہ چلا کہ یہ عورت بانجھ ہے اولاد نہیں ہوسکتی۔ قربت سے پہلے طلاق

دیدی حضرت عمرؓ کی زندگی میں اور کچھ دور عثمان غنی کی خلافت میں اسی طرح رہی پھر دوبارہ عبداللہ بن ربیعہ نے اپنی بیماری کی حالت میں جو مرض الموت تھی نکاح کر لیا تا کہ میراث میں باقی بیویوں سے شریک ہو جائے۔ کیونکہ عبداللہ اور اس عورت کے درمیان رشتہ داری تھی۔

آثار مذکورہ واضح طور پر دلالت کرتے ہیں کہ نکاح کی صحت میں کوئی مرض (خواہ طاعون یا کوئی اور مرض الموت) مانع نہیں۔

بیمار کا نکاح فقہاء کی نظر میں صحیح ہے:

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔ **فی المریض یتزوج اوالمرأة تتزوج ثم یموت المریض ان النکاح جائز وھما یتوارثان.(۳۵)**

ترجمہ:۔ بیمار مرد یا عورت شادی کریں پھر مر جائیں نکاح جائز ہوگا اور دونوں ایک دوسرے کے وارث ہونگے۔

امام محمد بن حسن فرماتے ہیں۔ **فکیف حرم نکاح المریض وبطل ھل جاء فی الکتاب او فی السنة ان نکاح الصحیح جائز ونکاح المریض فاسد انما احل اللہ النکاح جملة .فھو حلال الی یوم القیامة للمریض والصحیح .فھل سمعتم الر النبیﷺ او عن احد من اصحابہؓ فلو کان ھذا لا حتججتم بہ ولسمعناہ من حدیثکم.(۳۶)**

ترجمہ:۔ بیمار کے نکاح کو حرام کیسے کہا جا سکتا ہے۔ قرآن وسنت میں کیا کہیں ایسا ہے کہ تندرست کا نکاح جائز اور بیمار کا نکاح فاسد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً نکاح حلال رکھا ہے۔ قیامت تک بیمار اور صحت مند کے لئے حلال رہے گا۔ کیا تم نے سنا ہے اس بارے میں نبی ﷺ کا فرمان یا کسی صحابیؓ کا فرمان اگر تمہارے پاس یہ ہوتا تو تم ضرور دلیل پکڑتے اور ہم بھی تمہاری اس بات کو سن لیتے۔

حافظ ابن حزمؒ لکھتے ہیں ۔ **اباح اللہ ورسولہ النکاح ولم یخص فی القرآن ولا فی السنہ صحیحاً وصحیحة من مریض و مریضة وما کان ربک نسیا.**

ترجمہ:۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے نکاح کو مباح کہا ہے۔ قرآن حکیم اور سنت رسول ﷺ میں کوئی تخصیص نہیں کہ تندرست ہو یا بیمار۔ اور تیرا رب بھولنے والا نہیں۔

امام شافعیؒ کا مؤقف ہے ۔ **قال الشافعی.ویجوز للمریض ان ینکح جمیع ما احلّ اللہ تعالیٰ اربعاً وما دونھنّ کما یجوز لہ ان یشتری فاذا اصدق کل واحدةٍ منھن صداق مثلھاجاز لھا من جمیع المال وایتھنّ زاد علیٰ صداق مثلھا فالزیادة محاباة فان صح قبل ان یموت جاز لھا من جمیع المال وان مات قبل ان یصح بطلت عنھا الزیادة علی صداق مثلھا و ثبت النکاح وکانا لھا المیراث.(۳۸)**

ترجمہ:۔ امام شافعیؒ نے فرمایا مریض کے لئے جائز ہے کہ چار اور اس سے کم تک تمام ان عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے جو اللہ

نے حلال فرمائیں جیسا کہ خرید وفروخت کا مسئلہ۔ سو جب ان میں سے ہر ایک کو مہر مثلی دیگا یہ جائز ہوگا جمیع مال سے اور اگر مہر مثلی سے اسی کو بڑھا کر دیگا تو بڑھوتری عطیہ ہوگا۔ اگر موت سے پہلے درست ہوگیا تو یہ بھی جمیع مال سے جائز ہوگا اور اگر تندرستی سے پہلے مر گیا مہر مثل سے جو زائد تھا وہ باطل ہو جائے گا اور نکاح ثابت رہے گا اس عورت کو ورثہ ملے گا۔

موجودہ دور کی سائنس اور حقانیتِ اسلام:۔

موجودہ دور میں سائنس نے بہت ترقی کی ہے جس سے پوری دنیا مستفیض ہو رہی ہے اور غلط افراد کے ہاتھوں میں آنے کی وجہ سے دنیا کرب میں بھی مبتلا ہے۔ مجموعی طور پر آسمانی کتاب کی چونکہ سرپرستی نہیں ہے تو اس میں بانجھ پن ہے۔ اس لیے کہ دنیا میں مشکل ترین امراض ہوں یا دنیا کے حوادثات ہوں دنیا میں زلزلے اور طوفان ہوں ان تمام میں حقائق تک آگاہی کی کوشش کی جاتی ہے اور ایسے آلات بھی نصب کئے گئے ہیں جو بروقت ان آفات سے مطلع کریں لیکن ان کے اسباب کے پیچھے قدرت کا ہاتھ ہے جو کہ انسانوں کے گناہوں اور غرور کی وجہ سے انسانوں کو جھنجھوڑتا ہے اس سے سائنس صرف بے خبر ہی نہیں بلکہ اس کے خلاف پراپیگنڈا بھی ہو رہا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فکلا اخذنا بذنبه فمنهم من ارسلنا عليه حاصبا ومنهم من اخذته الصيحة ومنهم من خسفنا به الارض ومنهم منَ اغرقنا وما كان الله ليظلمهم ولكن كانوا انفسهم يظلمون (۳۹)

ترجمہ:۔ پھر ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ پر پکڑا پھر کسی پر تو ہم نے پتھروں کا مینہ برسایا اور ان میں سے کسی کو کڑک نے آ پکڑا اور ان میں سے کسی کو زمین میں دھنسا دیا اور کسی کو ان میں سے غرق کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے لیکن وہی اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے۔

اس جیسی بیسیوں آیات بتاتی ہیں کہ تمام حوادثات انسانوں کے گناہوں کی وجہ سے نمودار ہوتے ہیں صرف عذاب پر پہلے مطلع ہو جانا کوئی کمال ہے نہ عذاب سے بچنے کا کوئی راستہ۔

فرعون کے غرق ہونے سے پہلے فرعون کے گھوڑے کو اس کا علم ہوگیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کوئی نہ بچ سکا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **وكم قصمنا من قرية كانت ظالمةً وّانشأنا بعدها قوماً آخرين ○ فلما احسوا باسنا اذا هم منها يركضون ○ لا تركضوا وارجعوا الى ما اُترفتم فيه ومسٰكنكم لعلكم تسئلون ○ قالوا يٰويلنا اِنا كنّا ظلمين ○ فما زالت تّلك دعوٰهم حتّى جعلنٰهم حصيداً خامدين ○ (۴۰)**

ترجمہ:۔ اور ہم نے بہت سی بستیوں کو جو ظالم تھیں غارت کر دیا اور انکے بعد ہم نے اور قومیں پیدا کیں پھر جب انہوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی تو فوراً وہاں سے بھاگنے لگے۔ مت بھاگو اور لوٹ جاؤ جہاں تم نے عیش کیا تھا اور اپنے گھروں میں جاؤ تاکہ تم سے پوچھا جائے۔ کہنے لگے ہائے ہماری کمبختی ہم ہی ظالم تھے۔ سو ان کی یہی پکار رہی۔ یہاں تک کہ ہم نے انہیں ایسا کر دیا جس

طرح کھیتی کٹی ہوئی اور بجھ کر رہ گئے۔

لہذا اس سائنسی معلومات میں ایسے خطرناک ترین حوادثات کے دفاع کے لئے ماسوا واویلا کے کوئی حل نہیں البتہ آسمانی دین میں اس کا دفاع موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

وارسلنه الى مائة الف اويزيدون ٥فامنوا فمتعنهم الىٰ حين٥(۴۱)

ترجمہ:۔ہم نے اس کو لاکھ یا اس سے زائد لوگوں کے پاس بھیجا پس وہ لوگ ایمان لائے ہم نے انہیں ایک وقت تک فائدہ اٹھانے دیا۔

یونسؑ جب مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے تو دوبارہ ان کو اپنے شہر میں بھیجا گیا جہاں سے یونسؑ تشریف لے آئے تھے اور عذاب کے آثار قدرے نمودار ہورہے تھے پورا شہر جو ایک لاکھ یا اس سے زائد آبادی پر مشتمل تھا یونسؑ کی تلاش میں جنگلوں میں بھاگ پڑے اور ایمان قبول کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے عذاب اٹھالیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فلولا كانت قرية آمنت فنفعها ايمانها الا قوم يونس ،لما آمنوا كشفنا عنهم عذاب الخزى فى الحيوة الدنيا ومتعنهم الِى حين٥(۴۲)

ترجمہ:۔سو کوئی بستی ایسی کیوں نہ ہوئی جو ایمان لاتی تو اس کو نفع دیتا۔سوائے یونسؑ کی قوم کے۔کہ جب وہ ایمان لائے تو ہم نے دنیا کی زندگی میں ان سے ذلت کا عذاب دور کردیا۔اور ہم نے انہیں ایک وقت تک فائدہ پہنچایا۔

اسی طرح بیماریاں سائنسی حوالے سے جبکہ ہر قسم کی مشینری تیار ہو چکی ہے لیکن ایک حد تک جا کر موجودہ سائنس جواب دے دیتی ہے کہ آئندہ ایسی بیماریوں سے فی الحال قابو پانا مشکل ہے اور یہ لاعلاج مرض ہے۔جبکہ آسمانی دین میں کوئی مرض لاعلاج نہیں مگر جس نے موت کا بہانہ بنایا ہو۔

نبی ﷺ فرماتے ہیں۔

لكل داء دواء الاالسام.(۴۳)

ترجمہ:۔ہر بیماری کے لئے اس کا علاج ہے مگر موت۔

جس بیماری سے موت لکھی ہے چھوٹی ہو یا بڑی اس کا علاج ممکن نہیں۔انسانی حد تک جہاں تک رسائی ہے علاج کا حکم ہے بصورت دیگر اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے اور صدقات ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جبکہ ایوبؑ انتہائی سنگین بیماری میں مبتلا ہوئے۔

واذکر عبدنا ایوب. اذنادیٰ ربه انی مسنی الشیطان بنصب وعذاب . ارکض برجلک هذا مغتسل بارد و شراب ○(۴۴)

ترجمہ:۔اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کر۔ جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے شیطان نے تکلیف اور عذاب پہنچایا ہے اپنا پاؤں زمین پر مار۔ یہ ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو ہے۔

حضرت ایوبؑ نے اس مشکل بیماری میں جب اللہ کو پکارا تو دعا منظور ہوئی اور بیماری کے ازالہ کے لئے پانی کو سبب بنا دیا۔

نیز حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا:

واذا مرضت فهو یشفین○(۴۵)

ترجمہ:۔اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی شفا دیتا ہے۔

بیماری کے ازالہ اور شفا کے لئے قدرت کے ہاتھ کو دخل ہے محض دوا کافی نہیں بلکہ ہر بیماری اور مشکل میں اللہ تعالیٰ کو پکارنا چاہئے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰؑ جس دور میں تشریف لے آئے۔ وہ یونانی سائنسی دور تھا لیکن چند بیماریاں وہ تھیں جو ان کی دسترس میں نہیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں عیسیٰ کی دعاء سے ان بیماریوں سے مریض شفایاب ہو جاتے تھے۔

ارشاد فرمایا:۔

وابرئ الاکمه والابرص○(۴۶)

ترجمہ:۔اور مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دیتا ہوں۔

حضرت زکریاؑ نے جب اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور بیٹے کی خوشخبری ہوئی تو اپنی بیوی کے بارے کہا:

وامرأتی عاقر۔(۴۷)

ترجمہ: کہ میری بیوی بانجھ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کو صحت دیکر اس سے یحییٰؑ پیدا فرما دیئے۔

اسی طرح ابراہیمؑ کو جب بیٹے کی خوشخبری ملی اور ان کی بیوی نے بھی سنا تو کہنے لگی

وقالت عجوز عقیم. قالوا کذالک قال ربک.(۴۸)

ترجمہ:۔کیا بوڑھیا بانجھ جنے گی۔ انہوں نے کہا تیرے رب نے یوں ہی فرمایا ہے۔

اس مقام پر بھی عُقم اور بانجھ پن اللہ تعالیٰ کے حکم سے اولاد سے مانع نہیں رہا۔

اور حضرت یعقوبؑ کی آنکھیں سفید ہو گئی تھی قمیص پھیرنے سے ٹھیک ہو گئیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وابیضت عیناہ من الحزن فھو کظیم.(۴۹)

ترجمہ:۔انکی آنکھیں غم کی وجہ سے سفید ہوگئیں سو وہ غم کے بھرے ہوئے تھے۔

الحاصل:

بتانا یہ مقصود ہے کہ کوئی مرض اللہ تعالیٰ کی قدرت سے باہرنہیں۔جہاں بندے فیل ہوجاتے ہیں وہاں انبیاءؑ کے معجزات یا اللہ والوں کی دعاء سے وہ بیماریاں دور ہوئی ہیں اور ہوسکتی ہیں۔آسمانی دین یہ سمجھاتا ہے کہ ہر بیماری کا علاج اسباب کے دائرے میں سنت ہے جہاں کہیں مشکل درپیش ہوتو خدا کو پکارنا فریضہ مومن ہے۔

جدید خطرناک امراض اور مسلمان سربراہوں کی بے حسی:۔

اس وقت کچھ امراض سائنسی حوالے سے ایسے بتائے جارہے ہیں جو پورے معاشرے کے لئے ناسور ہیں ان میں ایڈز بھی ہے۔جس کے پھیلنے کے مختلف اسباب بتائے جارہے ہیں اور زیادہ تر خطرہ انتقال مرض کا نکاح کا بتایا جارہا ہے۔جبکہ یہ مرض قدیم ہے اور اس کے اصلی اسباب کو مختلف شریعتوں میں بیان کیا گیا ہے اور اس کے سدباب کے لئے آسمانی دین میں سخت قانون موجود ہے اور پہلے بھی اور آج بھی اس کا اصلی سبب جنس پرستی ہے چاہے مردوعورت کی بدکاری کے سبب ہو یا مردوں کی بدکاری یا عورتوں کی بدکاری کے سبب سے۔اصلی سبب پہلے بھی اور آج بھی یہی ہے۔البتہ پھیلنے کے بعد دوسرے طریقوں سے بھی کسی کو چھوسکتی ہے۔آج کی دنیا اصلی غلط سبب کے سدباب کے بجائے دوائی ایجاد کرنے کی کوشش کررہی ہے اور حلال چیزیں اور ان کے روکنے کے پابندی کے درپے ہے۔آج اگر اسلامی دنیا میں احساس ہوتا تو اسلام کی حقانیت روز روشن کی طرح واضح نظر آتی۔

اس مرض کی ابتداء اس دن سے ہوئی جس دن سے جنسی ناہمواری شروع ہوئی اور وہ لوطؑ کی قوم سے شروع ہوئی تھی۔حضرت لوطؑ نے سمجھانے کی بہت کوشش کی لیکن وہ بے حیائی سے باز نہ آئی۔تو اللہ تعالیٰ کا اٹل فیصلہ کہ ان جراثیم کو یہی زمین میں دبادیا جائے تاکہ اور انسانیت متاثر نہ ہو۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فلما جاء أمرنا جعلنا عالیھا سافلھا وامطرنا علیھم حجارۃ من سجیل منضود مسومۃ عند ربک وما ھی من الظالمین ببعید.(۵۰)

ترجمہ:۔پھر جب ہمارا حکم پہنچا تو ہم نے وہ بستیاں الٹ دیں اور اس زمین پر کھنگر کے پتھر برسانا شروع کردیے جو لگاتار گر رہے تھے۔جن پر تیرے رب کے ہاں سے خاص نشان بھی تھا اور یہ بستیاں ان ظالموں سے کچھ دورنہیں ہیں۔

اس مرض کے جتنے خطرات بتائے جارہے ہیں اتنی ہی اس سے غفلت برتی جارہی ہے۔اور پوری دنیا کی حکومتیں اپنے ملکوں

میں سخت قانون وضع کرنے کی بجائے اپنی اسمبلیوں کے ذریعے اس کی کھلی اجازت دے رہے ہیں جو کہ پوری انسانیت سے دشمنی ہے۔ لہذا ہوسکتا ہے کہ یہ پورے عالم کو لپیٹ میں لے لے۔

مسلمان حکمرانوں میں اگر کچھ حس ہوتی تو اسلام کو کبھی دفاعی رنگ میں پیش نہ کرتے۔ اسوقت پوری دنیا پر فرض عائد ہوتا ہے کہ اسلام کے طرح اس جرم کے سدباب کے لئے سخت سے سخت قانون وضع کریں۔ تاکہ اس جرم کے مرتکبین کی حوصلہ شکنی ہو اور دنیا اس کی آفت سے بچ جائے۔

جہاں ان غیر مسلم حکومتوں کو بارود پھینکنا ہو تو تھوڑے سے بہانے سے کہ جمہوریت لانی ہے، عوام کو آزادی دینی ہے، دہشت گردوں سے بچانا ہے غرض ہزار حیلے بہانے شہروں کے شہر آگ سے بھسم کر دیتے۔

جبکہ ایسی خطرناک مرض جو پوری دنیا کو مفلوج کر سکتا ہے جہاں سے یہ مرض پھوٹ رہا ہے اگر بم نہ بھی ماریں کم از کم اس بیماری کو تو زمین میں دبا کر دنیا کو اس کے نقصانات سے بچایا جاسکتا ہے۔ وہاں ان کی حس پتہ نہیں کہاں جاتی ہے۔

عجیب واقعات:۔

کچھ مسائل جن کا فطرت سے تعلق ہے اگر انسان کی عقل پر پردہ پڑ جائے اور وہاں تک رسائی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ پرندوں اور جانوروں کے ذریعے رہنمائی فرماتا ہے۔

مثلاً حضرت آدمؑ کے بیٹے قابیل نے جب اپنے بھائی کو قتل کر ڈالا تو چھپانے کے لئے اس کی عقل کام نہیں کر رہی تھی ایک کوے کے ذریعے اس کی رہنمائی کی گئی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

فبعث الله غرابا يبحث في الارض ليريه كيف يوارى سوئة اخيهO (۵۱)

ترجمہ:۔ پس بھیجا اللہ تعالیٰ نے ایک کوے کو تاکہ تلاش کرے کہ کیسے اپنے بھائی کی لاش کو دفنائیں۔

اسی طرح بدکاری اور جنس پرستی سے جب ایسے جراثیم پھیلنے کا خطرہ ہو تو اس کا علاج بھی جانوروں کے ذریعے انسانوں کو بتایا گیا۔

حضرت عمرو بن میمون (۵۲) اپنے جاہلی دور کا واقعہ سناتے ہیں۔

رئيت في الجاهلية قردة زنت اجتمع عليها قردة فرجموها فرجمتها معهم (۵۳)

ترجمہ:۔ میں نے جاہلی دور میں ایک بندریا کو دیکھا جس نے اپنے بندر کو چھوڑ کر دوسرے بندر سے بدکاری کرائی اس پر بندر جمع ہوئے سب نے ملکر اس بندریا کو پتھروں سے مارا میں نے بھی مارنے میں حصہ لیا ہے۔ یاد رہے آر ایچ فیکٹر بندروں کے خون میں پایا جاتا ہے۔ اس واقعہ کی تفصیل الاصابۃ فی تمییز الصحابہ ص ۱۱۸ ج ۱۴ اور دیگر کتب حدیث میں موجود ہے۔

غرض یہ کہ اس قسم کی غلط کاریوں کا سدباب کیا جائے۔ اور اس جرم کو جڑ سے ہی ختم کر دیا جائے نہ یہ کہ جرم اور اسباب امراض کی حوصلہ افزائی کی جائے اور سارا نزلہ نکاح جیسے اعمال پر گرایا جائے۔

فائدہ:۔

(۱) انسان کو معاملات اور نکاح میں اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا اور فرمایا:۔

فانکحو اماطاب لکم من النساء مثنیٰ و ثلٰث وربٰع فاِن خفتم الّا تعدلو افواحدۃ(۵۴)

ترجمہ:۔ انصاف کو قائم رکھتے ہوئے اپنی پسند کی شادی کرو کوئی شخص انسان کے اس اختیار کو سلب نہیں کر سکتا جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے بشرطیکہ کوئی شرعی مانع نہ ہو۔

خلاصہ کلام:۔

حلت اور حرمت کے حوالہ سے اس پر بحث نہیں ہو سکتی کیونکہ جس نکاح کو قرآن وسنت نے حلال کہا ہے۔ تو کسی کی کیا جرأت کہ اس کو کسی موقعہ پر ممنوع قرار دے دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

احل لکم ماوراء ذالکم ان تبتغو باموالکم محصنین غیر مسافحین(۵۵)

حوالہ جات:۔

(۱) سورۃ المائدہ آیات نمبر ۴۳

(۲) سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۲۲

(۳) (الفقہ الاسلامی وادلتہ ص ۷۰۵۳ ج ۹) کتاب الفقہ علی مذاهب الاربعة ص ۱۶۰، ۱۶۷ ج ۴

(۴) حاشیۃ الدسوقی ص ۱۱۷ ج ۸

(۵) حاشیۃ الدسوقی ص ۱۱۲ ج ۸

(۶)شرح النیل وشفاء العلیل

(۷)فواکه الدوانی علی رسالة ابن زید القیر وانی ص ۴۵۸ ج ۷

(۸)فواکه الدوانی علی رسالة ابن زید القیر وانی ص ۱۷۰ ج ۵

(۹)التاج ولا کلیل ص۳۰۷ ج ۵ (عبدة القاری؛ ۱۱۹ ج۹)

(۱۰) مجمع الانهر ،ص ۳۱ ج ۳(فتح القاری. ۱۵۶ ج ۹)

(۱۱)العنایة شرح هدایة ص ۳۱۴ ج ۴

(۱۲)سورة النور آیت ۳۲

(۱۳)سورة البقرة آیت ۲۳۲

(۱۴) سورة النساء آیت ۳

(۱۵)احیاء علوم الدین امام غزالی المطالب ص ۳۰ ج ۴

(۱۶) رواه مسلم (اسنی المطالب ص ۲۱۶ ج ۴

(۱۷) مجمع الانهر ، ص۳۰ ج۳ (.بدالع الصنائع ص ۳۱۳ ج ۵

(۱۸)جعله نصب وصهرا ،سوره نمل آیت ۵۳

(۱۹) فتح القدیر ، ص۱۲۳ ج ۴

(۲۰) ملخص احیاء علوم الدین ص ۳۷تا۴۴ج۲

(۲۱)احیاء علوم الدین ص ۴۱ ج۲

(۲۲)رواه الحاکم ، نسائی ،(احیاء علوم الدین، ص ۴۲ ج۲

(۲۳)سورة الحزاب ایت نمبر۳۹

(۲۴)عمدة القاری ،شرح الصحیح البخاری ص ۱۲ ج ۹

(۲۵)بخاری حدیث نمبر ۴۷۰۰

(۲۶)المحلی ص ۲۵۷ ج ۱۸

(۲۷) نوٹ:حضرت معاذ بن جبلؓ شام میں ۱۷ هجری میں طاعون کی بیماری میں فوت ہوئے تھے اور ان کی دو بیویاں طاعون کی بیماری میں فوت ہو چکی تھیں. (الاصابه فی تمییز الصحابه ، حرف

المیم . قسم اول ص ۴۲۷ ج ۳

(۲۸)المحلی ص ۲۵۷ ج ۱۸

(۲۹)المحلی ص ۲۵۷ ج ۱۸

(۳۰)المحلی ص ۲۵۷ ج ۱۸

(۳۱)نوٹ: یہ عبداللہ صحابی تھے

(۳۲) المحلی ص ۲۵۷ ج ۱۸

(۳۳)تفسیر ابن ابی حاتم ص ۱۱۶ ج ۱۰

(۳۴)کتاب الام ص ۱۰۸ ج ۴

(۳۵)کتاب الحجه امام محمد بن حسن الشیبانی ص ۴۲۵ ج ۱ الموسوعة الفقهیة . ۱۰/۸۲

(۳۶)کتاب الحجه امام محمد بن حسن الشیبانی ص ۴۲۶ ج ۱

(۳۷) المحلی ص ۲۷۸ ج ۱۸

(۳۸) کتاب الام ص ۱۰۸ ج ۴

(۳۹) سورة العنکبوت ایت ۴۰

(۴۰) سورة الانبیاء ایت ۱۱ تا ۱۵

(۴۱) سورة الصّٰفّٰت ایت ۱۴۷ تا ۱۴۸

(۴۲)سورة یونس ایت ۹۸

(۴۳)لسان العرب ص ۳۱۴ ج ۱۲

(۴۴) سورة ص اية ۲۰

(۴۵) سورة شعراء ایت ۸۰

(۴۶) سورة الِ عمران ایت ۴۹

(۴۷) سورة الِ عمران ایت ۴۰

(۴۸)سورة ذاریات ایت ۰

(۴۹)سورة یوسف ایت ۸۴

(۵۰)سورۃ ھود ایت ۸۲،۸۳

(۵۱) سورۃ المائدہ آیات نمبر: ۳۱

(۵۲)معروف تابعی حضرت معاذ بن جبلؓ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ نبی کریم ﷺ کے دور میں مسلمان ہوئے لیکن مدینہ نہ پہنچ سکے۔حتیٰ کہ آپ ﷺ اس جہان سے رخصت ہوگئے۔

(۵۳) بخاری حدیث نمبر ۳۵۲۰

(۵۴)سورۃ النساء ایت ۳

(۵۵) سورۃ النساء ایت ۲۴

خوشخبری

اسلامی لٹریچر کے شائقین ،طلباء کرام اور علماء حضرات کے لئے المباحث الاسلامیہ کی طرف سے خوشخبری ہے کہ مجلّہ کے اب تک کے کل شمارہ جات کا سیٹ رعایتاً پیش کیا جاتا ہے۔

آیئے ،آگے بڑھیں اور اس پیشکش سے فائدہ اُٹھائیں۔

32 شماروں کی کل قیمت:-/1920 روپے

رعایتی قیمت:-/1280 روپے

بچت:-/640 روپے

برائے رابطہ: مولانا سید ابرار اللہ شاہ

موبائل نمبر: 0302-3524251

آفس نمبر: 0928-331353